

بسم اللہ الرحمن الرحیم بحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صد اقبیت اسلام

بانی آریہ سماج کے شبہات کا قلع و قمع

از عدت قلم خباب مولوی محفوظ الحق صاحب علی

آریہ :- اگر بابل انجیل وغیرہ پر اعتقاد لانا لازم ہے تو مسلمان انجیل وغیرہ پر ایمان مثل قرآن کے کیوں نہیں لاتے۔

مسلم :- مسلمان تورات۔ انجیل کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ اور ان پر ایمان رکھتے ہیں مگر یہ بھی واقعہ ہے کہ تورات انجیل جو کلام الہی ہے اس پر مسلمان بچے لڑکے ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

و انزل التوراة وال انجیل من قبل ہدی للنا میں (ال عمران ۱۵) خدا تعالیٰ قرآن سے پہلے تورات انجیل لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل فرما چکا ہے پھر جن آیتوں پر آپ عدم واقفیت کے باعث اعتراض کر رہے ہیں انھیں آیتوں میں ایک یہ بھی ہے یومنون بما انزل الیہم اس آیت میں مسلمانوں کے وما انزل من قبلک { متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے (حجہ ۱۷) کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے

ہیں اور جو پہلے نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ ہاں چونکہ تحریف و تبدیلی سے پاک و محفوظ صرف قرآن شریف ہے جیسا کہ خود قرآن میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے انما نحن نزلنا الذکر و ہم یسئرون قرآن کو نازل کیا انا لہ لحافظون ہ { اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (حجہ ۱۷)

اس لیے قرآن پاک کا حرف حرف اپنی اصل حالت میں ہے اور یقینی اور واقعی طور پر محفوظ ہے۔ لہذا مسلمان قرآن پاک پر کامل روشنی اور وثوق کیساتھ ایمان رکھتے ہیں اور تورات و انجیل اس قدر روشنی میں نہیں ہیں اس لیے ان کیساتھ وہ معاملہ نہیں کیا جاسکتا۔ جو ایک یقینی چیز کیساتھ ہو سکتا ہے۔ بابل میں تحریف و تبدیلی کے نمونہ اب بھی ہمارے نظر کے سامنے ہیں دیکھا گیا ہے کہ

استاد زمانہ کیساتھ بابل میں خود بابل والوں کی تحریرات آتے رہتے ہیں قرآن پاک بھی ایسے ہی معاملہ کی بابت فرماتا ہے۔ وقد کان فریق منہم یسعیون لیکر وہ اہل کتاب کلام اللہ شریف و حق و حجت بعد { میں سے خدا کا کلام غفلت و غمہ و غیبت و غمہ کلام سنگر و کفر (بقعہ ۹۷) کرتا تھا سمجھنے کے بعد حالانکہ وہ جانتے ہیں قرآن پاک پر مسلمان علی وجہ البصیرت ایمان رکھتے ہیں اور تمام کلام الہی کو مانتے ہیں اور دوسری کتابوں سے قرآن پاک کے آئینہ مستثنیٰ کر دیا ہے۔

آریہ :- اگر لاتے ہیں تو قرآن کا نازل ہونا کس واسطے؟
مسلم :- قرآن کا نازل ہونا اس واسطے ہے کہ جو تورات یا انجیل لوگوں کی دست برد سے پیدا ہو گئیں انھیں دور کر دیا جائے اور جو کوریاں اہل کتاب میں پیدا ہو گئیں انھیں انکی اصلاح کیجاوے اور دنیا کی قوموں پر خدا کی صراط مستقیم پر چلایا جاوے۔ پھر یہ کہنا کہ اگر مسلمان تورات انجیل پر ایمان رکھتے ہیں تو قرآن کا نازل ہونا کس واسطے ہے؟ ایک نہایت ہی عجیب بات ہے یہ البیابھی ہے کہ تازہ بارش ہونے پر کوئی سادہ لوح کے ابھی چند روز ہوئے بارش ہوئی تھی پھر اب بارش کا نازل ہونا کس واسطے ہے حالانکہ زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے یہ نئی بارش کا نازل ہونا سراسر حکمت و رحمت پر مبنی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک کے متعلق خدا نے فرمایا۔

و بالحق انزلنا ہ و بالحق کہ ہم نے قرآن کو ضرورت حق نزل (نبی اسرائیل ۱۲۷) کے ساتھ نازل کیا۔ اور وہ ضرورت حق کے ساتھ نازل ہوا۔

آریہ :- اگر کہیں کہ قرآن میں زیادہ باتیں ہیں تو کیا پہلی کتاب میں خدا کی کھانا بھول گیا تھا؟

مسلم :- (فیض ربی و لا یخفی) (طہ ۲) میرا پروردگار اپنی علم میں غلطی نہیں کرتا نہ بھولتا ہے

اس لیے وہ بھولا نہیں تھا بلکہ لوگوں نے تورات انجیل میں جو تبدیلی تحریف کردی اسکی اصلاح قرآن پاک نے کی۔

آریہ :- اگر نہیں بھولا تھا تو قرآن کا بنانا بالاحسن مسلم :- جب ایک وید اتر اترا تو دوسرے کی کیا ضرورت تھی کیا پہلے میں نگھنا بھول گیا تھا پھر الزام کو کہہ سکتا ہے کہ اگر نہیں بھولا تو دوسرے تیسرے۔ چوتھے وید کا اتارنا بالاحسن ہے۔ پس تم اسکا کیا جواب دیتے ہو۔

اگر ہمارے گذشتہ مضمون میں پر غور کر لیں تو اعتراض اور وسوسہ نہ ہوا ہو جائیگا۔

آریہ :- ہم دیکھتے ہیں کہ بابل اور قرآن کی چند باتیں آپس میں نہیں ملتیں اور بہت سی ملتی ہیں۔

ایک ہی مکمل کتاب جیسی کہ وید ہے کیوں نازل کی۔

مسلم :- سچان اکثر وید ایک ہے یا چار ہیں اگر ایک ہے تو پھر چار کتنا اور الگ الگ نام رکھنا کیا معنی۔ پھر خود آریوں میں اس امر کا اختلاف کہ وید تین ہیں یا چار اس امر کو بتاتا ہے کہ ابھی تک آریہ ویدوں کے متعلق اس امر مذکور میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکے بہر حال ایک مکمل کتاب جیسی کہ وید، کے فقرے پر ہمیں تعجب ہے کہ سوامی دیانند کے قلم سے کس طرح نکلا۔

وید کا مکمل ہونا تو معلوم ہے اور یہ ایک الگ بحث ہے اس واسطے ہم اسے یہیں بند کرتے ہیں۔ کیا قیامت پر یقین رکھنا چاہیے اور

آریہ :- کسی چیز پر نہیں۔
مسلم :- یہ کہا کس نے۔ سنئے۔ مسلمان تو خدا پر اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور تمام قرآن پر جزائز پر بخت بعد الموت جنت دوزخ وغیرہ اور چیزوں پر بھی یقین رکھتے ہیں پس آپ آنکھ کھول کر دیکھیں۔ ایسی دورازگار باتوں سے پرہیز کریں۔

کھانسی کی طبیکی کھانسی

بچوں کو کڑوی کھانسی دو اکھلانے میں بہت تکلیف ہوتی ہے کھانسی کی ان طبیکی کھانسیوں کو بچے بہت شوق سے کھاتے ہیں صرف دو چار ٹکڑیوں کے کھانے سے کھانسی دور ہو جاتی ہے کوئی بچوں والا گھرانہ کھانسیوں سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔

ایک روپیہ کی ستر (۷) اور ۸ کر ۱۲ عدد ملاوٹ کھانسی

ملنے کا پتہ ہے پھر اخبار نور قادیان پنچا

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ۲۔ جے اے دی ۲۔ ایس۔ دی ۲۔ نارمل پاس ۲۔ ڈرائنگ ماسٹر

ایک نڈت سنکرت داں۔ تنخواہ حسب لیاقت معقول در خواستیں مع نقول سندات ہمدارم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے نام لکھی جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم + سجدہ و فصلی علی سورہ الکریم یوحنا دیشوریش اور ہمارا فرض

KHILAFAT LIBRARY

پچھلے دنوں میں رنجیدہ واقعات کا ظہور ہوا۔ اُس کے تصور سے ہر روٹھے کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے نہایت غصہ دل سے ان ناگوار واقعات پر غور کیا ہے۔ آخر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ رعایا کی سر اسر غلطی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ رولٹ بل پر بعض لوگوں کو اعتراض تھا۔ مگر اس کی اصلاح اور ازالہ کے لیے جن خطرناک تجاویز پر لوگ عمل پیرا ہوئے وہ بدرجہ غایت قابل نفرت تھیں۔ اگر قانون کے اندر ریکر نہایت ادب اور ضبط سے اراکین سلطنت کے حضور اپنے اعتراض اور مقاصد کو پیش کیا جاتا تو ضرور گورنمنٹ ہند جو ہمیشہ رعایا کی فلاح اور مہبودی کے درپے رہی ہے اس پر واجبی غور سے دریغ نہ کرتی جب کوئٹل میں غیر سرکاری ممبروں سے اس کے متعلق ایسی آواز گواہاں تو گورنمنٹ نے نہ صرف یہ کہ اس ایکٹ کی مبعوث کو تین سال تک کر دیا بلکہ اس میں کافی ترمیم سے بھی دریغ نہ کیا تو جو ہر مان گورنمنٹ اس قدر طاقت کر سکتی ہے یقیناً اگر اب کریمچند کھڑے رعایا اسی آواز... اراکین سلطنت کے پاس پہنچاتی تو ضرور وہ اس واز پر کان دھرتے مگر افسوس کہ رعایا کی طرف سے جو کچھ بھی کیا گیا وہ کمال ناعاقبت اندیشی اور صریح جہالت پر مبنی تھا۔

اگرچہ اس فساد کی ہر چند شوریدہ لشت لوگوں تک محدود ہے۔ اور باقی لوگ تو صرف بھیڑیاں کا فکار ہوئے ہیں۔ ان نادانوں نے رولٹ بل کے متعلق ایسی ایسی غلط افواہیں مشہور کیں کہ حق کی اصلیت اس قدر بھی نہیں جانتی کہ اس پر سفیدی یا آٹے میں نمک ہوتا ہے۔ ان اذیتناک غلط افواہوں کو شکر ہر ایک حق پسند کے تور ونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ان شوریدہ لشت لوگوں کو اس قدر کذب و بہتان سے کھو مارا نہ دھتے ہوئے کچھ بھی خدا کا خوف نہیں آیا یہ صحیح ہے کہ ان فساد میں شوریدہ لوگوں کی تعداد بہت قلیل بلکہ اقل ہے۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ پیشاب کا ایک قطرہ پانی کے گلاس کو ٹاپا کر کے لیے کافی ہے۔ اور سرکہ کی ایک بوند دودھ کے گٹورہ کو خراب کرنے کے لیے بس ہے۔

حقیقت بعض لوگ اپنی فطرت سے مجبور ہوتے ہیں انھیں آرام اور چین سے زندگی گزارنا مشکل ہو جاتی ہے۔ برٹش حکومت کے زیر سایہ جو آرام اور آسائش ہند کو میسر ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ سفر کا آرام۔ ایک عیسے کا کارو۔ ہزاروں کوسوں تک جا سکتا ہے۔ مذہبی آزادی امن و چین کی زندگی۔ ہمسایہ باتیں اس سے پیشتر حکومتوں میں کہاں میسر تھیں۔ مگر وہ بد فطرت انسان جو شیطان کے جہانے میں آکر کفران نعمت کا عادی۔ خدا کے شکر یہ سے دور اور احسان فراموشی کی نعمت کا خوگر ہو جاتا ہے۔ اسے امن و چین سے ایسی ہی نفرت ہو جاتی ہے جیسے گور کے کیرے کو گلاب کی خوشبو سے نفرت ہوتی ہے۔ کتے کو اگر راج گردی پر بھلا دیا جائے مگر وہ علی کا آٹا چائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پسوا اور چڑیاں وغیرہ اگرچہ گائے بھینس کے پستانوں پر لگی رہتی ہیں مگر وہ دودھ جیسے امرت چیز کو چھوڑ کر خون چوسنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اسی طرح بنی نوع ان میں بھی بعض بد فطرت لوگ پسوا اور چڑیوں کی ہم صفت ہیں۔ جو نیکیوں سے دور اور بدیوں اور فسادوں میں رہ کر بنی نوع ان کی کیلئے موجب تکلیف ہوتی ہیں بیشک ایسے لوگ سوسائٹی کے لیے لعنت اور کلنگ کا ٹیکا ہیں۔

یہ موجودہ شور و شر بھی چند ایسے بد فطرت لوگوں کی لعنتی کوشش کا نتیجہ ہے۔ خدا لیے لوگوں سے بنی نوع انسان کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

ہم نے نہاں تک غور کیا ہے اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے مجبور ہوئے ہیں۔ کہ ہمارا گاندھی نے خاموش مقابلہ کے لیے جو قدم اٹھا یا وہ دور اندیشی سے بعید تھا۔ نیتوں کا علیہ خدا ہے۔

..... مگر یہ صحیح بات ہے کہ خاموش مقابلہ کیلئے انھوں نے لوگوں کی طبائع کا غلط اندازہ لگایا۔ جب کوئی قانون کی ایک حد کو پہنچتا ہے تو پھر جو شیئہ اور ناعاقبت اندیش طبیعت اسے قانون کی دوسری حد تجاوز کرنے کے لیے ابادہ کر دیتی ہے اگر انسان ایک آرزو کا خوگر کر دے تو پھر اسے دوسری آرزو کے پورا کرنے کے لیے بھی قدم اٹھانا پڑتا ہے۔

اگر ایک شخص کا دل چاہے کہ میں عمدہ ٹوپی پہنوں اس خواہش کے برآئے کے بعد پھر اس کا دل چاہے گا کہ عمدہ قمیض بھی ہو۔ عمدہ یا نجما ہو کوٹ ہو بوش ہو وغیرہ وغیرہ۔ غرض کہ ایک خواہش کے پورا ہونے کے بعد دوسری خواہش کی برآوری کے لیے اپنی طبیعت پر قابو رکھنا بہت مشکل امر ہے۔ چند بے گناہ پوچھو

کا قتل چند سہ کار سی عمارت کا جلانا۔ گرجوں تک پر ہاتھ صاف کرنا یہ وہ ناعاقبت اندیشی کی گھناؤنی مثالیں ہیں جو ہندوستان کی تہذیب کے نام سے پر کلنگ کا ٹیکا بن گئی۔ ہندوستان کی تہذیب کو ہمیشہ آئینے جیسے بہ شفقت۔ پیش آٹھا اور خدا خوفی کو ہمیشہ مد نظر رکھنے دوستروں کی بھلائی میں اپنی بھلائی تلاش کرنے پر فخر ہوا مگر معلوم نہیں کہ اس موقع پر بعض جو شیئہ لوگوں نے ان قدیمی صفات کو کیوں پاؤں سے روند کر بدرجہ غایت ناعاقبت اندیشی اور بے وقوفی کا ثبوت دیا۔ یقیناً بھارت آتا ایسے نالائق کیوتوں پر لعنت بھیجتی ہوگی۔

ہاں اس گھناؤنہ اندھیرے میں افق پر اگر امید کی سفید دھاریاں نظر آتی ہیں تو وہ احمدی جماعت کا وجود ہے جس نے ہر طرح سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ اور قرآن مجید کی اس آیت کریمہ ولا تقسدا وافی الارض بعد اصلاحہا کو بچے بچے کے کانوں تک پہنچانے سے لیے کوشش کی اسوقت احمدی جماعت کی طرف سے متعدد ٹریکٹ اسن قائم رکھنے کے لیے شائع ہو چکے ہیں۔ اور بعض زیر طبع ہیں۔ علاوہ ازیں لوگوں جنھوں نے اس ناز کی نعمت میں اپنے انگریز بھائیوں کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور ان کے آرام اور آسائش کو مقدم رکھا۔ ایسے لوگ خدا کے حضور اجر عظیم کے مستحق ہیں۔ لاریب ان لوگوں نے ہندوستان کی لاج رکھی۔

ہمارا گاندھی نے بھی بہت جلد اپنی غلطی کو محسوس کر لیا اور جنھوں نے خاموش مقابلہ سے اپنے ہاتھ کو اٹھا لیا اور گورنمنٹ کے ہر ایک حکم کے سامنے اپنی گردن جھکانے کا عہد کیا۔ ہمارا گاندھی کا یہ نتیجہ تاپ مبارک ہے۔ اگر کوئی صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہ سمجھنا چاہیے۔ یہ صحیح ہے کہ ملک میں جو خوں خرابہ اڑھیب واقعات کا ظہور ہوا۔ وہ ہمارا گاندھی کی قوی سے واپس نہیں ہو سکتا۔ مگر اب سوائے توبہ اور خدا کے حضور گناہوں کی معافی کے اور چارہ ہی کیا ہے۔

ہمارا گاندھی نے صاف الفاظ میں یہ کہا ہے کہ بعض لوگوں کی ناعاقبت اندیشی سے ہمیں گمراہ ہو ائے اور ان کی سفاکانہ روش نے سیتہ گرجا میں بلکہ درگاہ کا ثبوت دیا ہے۔ اور میں خدا کے حضور گناہ کرتا ہوں اور تین روز کا سیرت رکھتا ہوں مگر بیشک لوگوں کی ان ناکرانی حرکات سے ہندوستان کی تہذیب کو سخت ٹھوکر لگی ہے۔ اور اب اس کے ازالہ کی

یہ صورتیں ہیں کہ ہر ایک وہ شخص جس کے دل میں کوئی کبیرگی تھی وہ خدا کے حضور توبہ کرے اور آئندہ ایسے مذموم اور بد رجحانیت قابل نفرت حرکات سے بچنے کے لیے خدا سے توفیق طلب کرے۔ اور بعض ناماقت اندیش لوگوں نے جہلا میں جو رولٹ قانون کے متعلق از سر تر یا غلط افواہیں مشہور کر رکھی ہیں۔ ایسے غلط افواہوں کو ارد کرنے کے لیے ہمہ تن کوشاں ہوں۔ اور ہندوستان کا ہر ایک فرد اپنا یہ فرض قرار دے لے کہ میں نے ایسی بری افواہوں کو بیخ و بن سے اٹھا ڈالنا ہی رولٹ ایکٹ پنجاب پبلسٹی کمیٹی کے پاس مفت ملتا ہے بلکہ انسان وہاں سے مفت منگوا کر اس ایکٹ کو پڑھ کر معلوم کر سکتا ہے کہ بعض نا اذیت اندیش لوگوں نے جو غلط افواہیں مشہور کر رکھی ہیں۔ رولٹ ایکٹ میں ان کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ ہر ایک انسان ایسی غلط افواہوں کو دور کر کے خدا کے حضور اجر کا حق دار بنے کیونکہ کسی اشتراک یا غلط بات کو مشہور کر کے ملک میں فتنہ اور فساد پیدا کرنا۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی گناہ اور پاپ نہیں اور گناہ اوپاپ سے زمین پاک کرنا اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں ہے۔ اس لیے ہر ایک ہندوستانی دائرہ درمے قدمے سنے اس امر کو اپنا فرض قرار دے کہ اس نے ان غلط افواہوں کو دور کر کے دنیا میں اس کا نام کرنا ہے۔ پھر اور تقریر کے ذریعہ جہلا سے ان افواہوں کو دور کیا گیا جائے ایسا کرنے سے ہی ہم خدا کی خوشنودی کے وارث بن سکتے ہیں اور ہندوستان کی تہذیب ہم سے ہی طالبہ کرتی ہے۔

خدا تم سب کو ایسا کر نیکی توفیق دے تاکہ تم اپنے خدا کی خوشنودی کے وارث بنو۔ آمین

سکھ دوستوں میں مفت تقسیم کریں ایسے مفید ٹریکٹوں کو لوگوں میں تقسیم کرنا اور پڑھکر سنانا کار خیر ہے۔ جس کے لیے ہمیں خاص کوشش سے کام لینا چاہیے۔

زیادہ شادیوں پر ایک ہندو عورت کا جواب

مجموعہ رسالے بعض ہندو اصحاب کی ایک سے زیادہ شادی کرنے پر ایک عورت کا جواب نقل کرتا ہے۔

”اگر مردوں کی طرف سے اس برائی کی روک تھام نہ کی گئی تو عورتیں بھی دوسری شادی کرنے لگ جائیں گی۔“ اس پر وراثت لکھتا ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے جن تک عورتوں کی طرف سے مردوں کو ایٹ کا جواب تھیں نہیں ملے گا۔ اس وقت تک مرد راہ راست پر نہیں آئیں گے۔“

معلوم ہوتا ہے کہ وراثت نے جلد بازی میں یہ کر لیا تھا لکھدے ہیں اگر ان کی نظر اپنے بزرگان اسلاف کے نمونوں پر ہوتی تو غالبہ وہ طلبہ ہی تھے اگر ایسا ہی کرنا اس کا اظہار نہ کرتے۔ پانچویں دیکھ رہی تھی دو بیویاں تھیں ہمارا ج شوجی کی دو عورتیں تھیں۔ کرشن جی کی آٹھ عورتیں تھیں۔ برہمپت کی دو بیویاں۔ شلوک کی تین عورتیں تھیں راجہ دشر تھکی دو رانیاں تھیں۔ جہاڑ جہ و لہرو کی دو۔ اور پانڈو کی دو عورتیں تھیں ارجن کی تین۔ راجہ ہندو کی چھ۔ فرست بہت لمبی ہے۔ فی الحال اس پر ہی گفتا کی جاتی ہے۔ اب وراثت سوچے کہ اس کی چوٹ کہاں پڑتی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

اسلام اور ایک امریکن پرنسپل

اخبار ”الحقیقت“ لکھتا ہے کہ بریت کے امریکن کالج کے مسلمان طلبہ نے مجلس میلاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کی۔ عربی اور انگریزی زبان میں تقریریں ہوئیں آخر میں کالج کو (عیسائی المذہب) پرنسپل ڈاکٹر ہوگرنے ایک مناسب حال تقریر کی جس میں اس مجلس مبارک میں علمی شرکت کا موقعہ پانے پر اپنی مسرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد اسلام کے فضائل و مناقب بیان کیے اور کہا کہ ”اسلام اپنے لغوی مادہ اور فطرت ہی کی بنیاد پر ایک صلح کل اور خیر مذہب اور خدا کی احکام کی پابندی کی تاکید کرتا ہے۔“ ڈاکٹر موصوف نے کہا کہ صلح کا وقت مؤذن کا الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا میرے نزدیک تمام کشت و کناہس گھنٹوں اور

مردوں کی گھنٹوں سے زیادہ پراثر ہے اور بیروت امریکن کالج کے مسلمان طلبہ دو سہرے کے طلباء کے ساتھ اتفاق و اتحاد کو مذہب اسلام کی تعلیم کا نتیجہ قرار دیا۔

شراب کو متعلق چن سوال

(۱) لوگ کہتے ہیں کہ شراب اعضاء و جوت کرتی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو مشہور ڈاکٹر اور معر جن کسی نازک آپریشن کرنے سے پیشتر ہی کیوں شراب پیر اور سیرٹ سے دور بھاگتے ہیں۔ آج تک کسی ڈاکٹر نے شراب کا گھونٹ پیے ہوئے بھی آپریشن نہیں کیا۔

(۲) لوگ کہتے ہیں کہ شراب تندرستی کو قائم رکھتی ہے اگر ایسا ہی ہے تو پھر بیمہ کمپنیاں پر پیرگاروں یعنی شراب نہ پینے والوں کو ترجیح دیتی ہیں اور کم سے کم شرح پر بے لیتی ہیں اور دوسروں کی نسبت انکو بولنس بھی زیادہ دیتی ہیں

(۳) لوگ کہتے ہیں کہ شراب کو کیکلیت بند کر دینا خطرناک ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر کیوں قیدی جیلخانوں میں شراب کو یکدم ترک کر دینے پر مجبور کیے جاتے ہیں خود انہیں مر جاتے۔ ان کی شرح اموات دیگر تمام قیدیوں کی شرح اموات سے زیادہ نہیں ہوتی۔

(۴) لوگ کہتے ہیں کہ شراب خوشی کو دوہرا کرتی ہے اگر ایسا ہو تو لوگ تھک سستی کی مثال شرابی کا گھر کیوں دیتے؟ اور اولاد پھولتی پھلتی نظر کیوں نہ پڑتی۔ (سیمز ٹیس سگازین)

خالصہ سماچار کو چیلنج

لکھتے ہوئے شری گورو کرناک صاحب کے چند شلوک آج بھگتی کے متعلق درج کئے تھے۔ صبیحہ امور عامہ نے اس مضمون کو گورہی میں چھپوانے کے لیے خالصہ سماچار کے مالکوں کے پرس میں بھیجا۔ چونکہ خالصہ سماچار کو خاکسار ایڈیٹر نوٹے پرانی پڑ ہے۔ اس لیے وہ صاف الفاظ میں تو نظائر مضمون کے چھاپنے سے انکار کر ہی نہیں سکتا تھا۔ مگر یہ حیلہ پیش کیا گیا کہ شلوک غلط ہیں۔

اگر خالصہ سماچار دے کوئی شلوک غلط ثابت کر دیں تو ہم خوشی فی شلوک صحراندر کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اگر منبر خالصہ سماچار کو شری گورو کرناک صاحب سے شلوکوں کی پر تال کرنے میں کچھ دقت محسوس ہوتی تھی تو وہ سکھ دھرم کے مایہ ناز عالم سردار کاہن سنگھ صاحب کی بیانی

سکھ دھرم راج بھگتی

سرمسی کے پہلے صفحہ پر جو سکھ دھرم اور راج بھگتی کے متعلق خاکسار ایڈیٹر نوٹے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ الحمد للہ دوستوں نے اس سے بہت پسند کیا ہے بعض دوستوں نے یہ پوچش ظاہر کی ہے کہ اس مضمون کو ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا جاوے سو دوستوں کو یہ خوشخبری بخاتی ہے کہ صبیحہ امور عامہ اسے دو ہزار کی تعداد میں بصورت ٹریکٹ چھپوایا ہے۔ بلکہ اس کا گورہی ایڈیشن بھی بغرض طبع منطبع میں بھیجا ہوا ہے۔ دوستوں کو چاہیے کہ صبیحہ امور عامہ سے اس کی کاپیاں مفت منگوا کر اپنے

جناب لفٹنٹ گورنر بہادر صوبہ پنجاب کی طرف سے اعلان

KHILAFAT LIBRARY

چونکہ سرکار کے احکام اور پالیسی کی نسبت بدظنیت لوگ متواتر جھوٹی اور بے بنیاد افواہیں اڑا رہے ہیں تاکہ عامی اور سیدھے سادھے لوگوں کے ذہنوں میں سرکار کی طرف سے خطرہ اور بدظنی پیدا کی جائے پس تمام ملازمان سرکار معزین امن پسند وفادار رعایا کا فرض ہے کہ وہ ایسی افواہوں کی تردید کرنے میں مستعدی اور سرگرمی سے کام لیں۔

علاوہ دوسرے امور کے مندرجہ ذیل واقعات کی نسبت لوگوں کو اطمینان دلایا جاسکتا ہے۔

(۱) سرکار کا ہرگز کوئی منشور نہیں ہے کہ پیدائش ہوا یا شادی کے متعلق لوگوں کے رسم و رواج میں یا دوسرے امور میں کسی قسم کا دخل دے۔ اور نہ ہی سرکار کا خیال ہے کہ ایسے موقعوں پر کسی قسم کی فیس لی جائے۔

(۲) نہ ہی کسی قسم کی زائد انکم ٹیکس لگانے کی کوئی تجویز ہے سوائے اس ٹیکس کے جو ان ساموکاروں یا تاجروں پر لگایا جائیگا جنہوں نے ایک سال کے دوران میں جنگ کی وجہ سے نہیں ہزار یا اس سے زیادہ منافع حاصل کیا ہو۔ اور یہ زائد انکم ٹیکس بھی عارضی ہوگا اور صرف مصارف جنگ کے لیے لگایا گیا ہے۔

(۳) بلکہ انکم ٹیکس کو بڑھانے کی بجائے اس سال ایک ہزار روپے ہزار کے درمیان آمدنی پر ٹیکس بالکل معاف کر دیا گیا ہے زراعتی آمدنی پہلے کی طرح اب بھی ٹیکس سے بری ہے۔

(۴) معاملہ زمین جو بیا آبیاں میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

(۵) ایستادہ فصلوں یا زمین کے حقوق میں کسی قسم کی دست اندازی کی ہرگز کوئی تجویز نہیں ہے۔

(۶) موجودہ وراثت کے حقوق میں کوئی دخل نہیں دیا گیا اور نہ ہی اس قسم کی کوئی تجویز ہے۔

(۷) دربار صاحب امرتسر کو کسی قسم کی نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ اور وہاں حسب معمول انجمنی رسوم ادا کی جاتی ہیں۔

(۸) سرپان کے متعلق احکام میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی سیکھو ایسے ہی کہ پان لگا سکتے ہیں۔

(۹) فوج صرف عرصہ جنگ اور اسکے چھ ماہ بعد

کے لیے بھرتی کی گئی تھی۔ اور اس وعدہ کو پورا کرنے کیلئے اور زمینداروں کو اپنی کھیتی باڑی پر واپس آنے کے لیے جہاں تک جلدی ممکن ہے۔ سپاہیوں کو رخصت کیا جاتا ہے۔

(۱۰) پولیس کو کسی نئے قسم کے اختیارات نہیں دیے گئے۔

(۱۱) ہر ایک شخص کو چاہیے کہ وہ رولٹ ایکٹ پر تب اس پر روشن ہو جائیگا کہ اس کے متعلق تمام افواہیں جھوٹی ہیں۔ اس قانون کی نیت سی کاپیاں تقسیم کی جارہی ہیں۔

(۱۲) موجودہ بدامنی کی وجہ سے پنجاب کے خطہ میں بغیر اجازت عام مٹنگ (جلسے) نہیں کیے جاسکتے۔ یہ اضلاع لاہور۔ امرتسر۔ جالندھر۔ گوجرانوالہ۔ لائلپور اور ملتان ہیں۔ لیکن ان ضلعوں میں برادری کے یا نہ ہونے والوں کی رکاوت نہیں۔

(۱۳) لاہور۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ۔ بکرات اور لائلپور کے ضلعوں میں مارشل لائیو فوجی قانون جاری کیا گیا ہے ان اضلاع میں سنگین جرائم سرزد ہوئے قتل کیے گئے۔ عمارتوں کو جلا دیا گیا۔ اور رہن اہلکار کا سلسلہ کو توڑ دیا گیا جہاں کہیں فوجی قانون جاری کیا گیا وہاں عام لوگوں کی حفاظت کے لیے بند خنیں بھی لگا دی گئی ہیں۔ رات کے وقت ریل گاڑی نہیں چلائی جاتی اور تھیں اور درمیانہ درجہ کے ٹکٹ خریدنے والے کو حاصل کرنے پر دیئے جاتے ہیں۔ یہ رکاوتیں صرف عارضی ہیں اور جتنی جلد ممکن ہوگا اس وقت ہٹا دی جائیگی۔

(۱۴) یہ بیان فوجی قانون اور رولٹ ایکٹ میں کسی قسم کا تعلق ہے۔ سر اسر غلط ہے اور اس بات کو ہر ایک شخص رولٹ ایکٹ کے مطالعہ سے معلوم کر سکتا ہے۔

(۱۵) فوجی قانون کسی ایسے ضلع میں نافذ نہیں کیا جائیگا جہاں کوئی بدامنی نہ ہو۔ لیکن اگر لوگ جھوٹی خبریں پکڑیں دھرم کے۔ جن کی اب سرکاری طور پر تردید کی جاتی ہے اور وہ بغاوت یا بدامنی پر کمر بستہ ہوں گے تو ان کو جیل لیا جائیگا کہ ان پر فوجی قانون نافذ کیا جائیگا۔

(۱۶) جھوٹی افواہوں کے پھیلانے اور مشہور کرنے والوں کی بات پر کان نہیں دھرنا چاہیے بلکہ ان کو گرفتار کر کے حکام کے حوالہ کر دینا چاہیے۔

(۱۷) لوگوں کو خبردار رہنا چاہیے کہ کس طرح گزشتہ دنوں میں خصوصاً جنگ کے دوران میں ان کو جھوٹی خبریں سنا کر دھوکا دیا گیا۔ اہل پنجاب اب معلوم کر رہے ہیں کہ وہ خبریں کیسی غلط اور بے بنیاد تھیں۔ انگریزی اور ہندوستانی فوج جس کو شریر لوگ بدنام کرنے کی کوشش کرتے رہے، کی مستعدی اور دہائی لوگوں کی وفادارانہ امداد سے تقریباً ہر ایک جگہ امن و امان قائم ہو گیا ہے۔ لیکن احتیاط کے طور پر موجودہ انتظام بدستور جاری رہے گا تا وقتیکہ مجرم اپنے کیے کی سزا نہ پالیں اس غرض کے لیے انہیں خاص عدالتیں اجلاس کر رہی ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ حال ہی میں جو داغ بدنامی اس صوبہ کے نیکنامی پر بعض ضلعوں کے حرکات سے لگ چکا ہے اس کو دھوواؤں میں وفادار لوگ امداد دیں گے۔

(۱۸) آخر میں ہم یقین دلاتے ہیں کہ سرکار کی طرز حکومت کوئی تبدیلی نہیں ہوئی یہ طرز حکومت ہمیشہ سے وہی رہا جو اب ہے کہ باہر لوگوں کی حفاظت کی جائے اور اس میں خلل ڈالنے والوں کو سزا دی جائے۔ پس سب لوگوں کو چاہیے کہ وہ حسب معمول اپنے جائز روزمرہ کے کاروبار میں مصروف ہو جائیں اور اس بات کا اطمینان رکھیں کہ وہ شہنشاہ معظم کے زیر سایہ ہیں۔

ایم۔ ایف۔ اوڈوائر
لفٹنٹ گورنر صوبہ پنجاب

گورنر کل کا سالانہ جلسہ ۱۸ تا ۲۱ اپریل کو ہوا اگرچہ موجودہ حالات کی وجہ سے حاضری چار یا پانچ ہزار کے درمیان تھی۔ مگر ۵۲ ہزار نقد جمع ہوا اور تیرہ ہزار کے وعدے گویا مالی پہلو سے گورنر کل کا جلسہ نمایاں کامیاب رہا۔ آج کل ترقی تعلیم رویہ کو چاہتی ہے۔

ضرورت ہے کہ تعلیم پر توجہ دی جائے۔ دل کھول کر روپیہ خرچ کرے گی انھیں سیکھنے کا جانا ہے کہ مسلمان ایک غریب ہے۔ شاید ایسا ہی ہو۔ مگر ساتھ ہی اسے بیات بھی سمجھئے جو صاحب توفیق ہیں وہ اہل دل نہیں اور جو اہل دل ہیں وہ غریب ہیں۔

غلام حاجی عبدالقدیر صاحب
شاہجہانپوری کا صاحبزادہ
حاجی عبدالقدیر صاحب

دخواست دعا

مسلمانوں کا سلوک سکھوں کے ساتھ

از قلم مائیتہ دھاری صاحب

آج سے کچھ سال قبل ہمارے وطنی دوستوں کی طرف سے عام طور پر اس خیال کی اشاعت کی جاتی تھی کہ مسلمانوں نے سکھ گوروں کو بہت تکلیف دیں چنانچہ انھیں غلامیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ سکھ صاحبان عموماً مسلمانوں سے دور رہے مگر اب وقت آگیا ہے کہ اور تو اور خود ہندو اصحاب سے ہی بعض انصاف پسند انسانوں نے یہ آواز بلند کرنی چاہی ہے کہ مسلمان ہمیشہ سکھ گوروں کے ہمدرد اور خیر خواہ رہے اور سکھوں کے دشمن کو جو تقویت پہنچی شاہان مغلیہ ہمیشہ اس میں مدد اور معاون رہے۔

چنانچہ آج ہم مائیتہ دھاری کی تصنیف

"مرض تعصب کا علاج"

سے کچھ عبارت بدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

اکبر بادشاہ ۱۶۳۲ء بمطابق ۱۰۴۱ھ میں جب اکبر بادشاہ لاہور کو جاتا تھا۔ تو راستہ میں گورو

نادر اس جی نامہ اس جی کو ملا۔ انکی زیارت کی اور موضع سلطان پور۔ ڈنڈا اور تونگ وغیرہ

نصبات کے گرد نواح کی زمین کو گورو چک ساتھ شامل کر کے ان کو سند معافی لکھ دی۔ اس سند میں کم سے کم ۲۸ ہزار

بیگہ راضی تھی۔ علاوہ ازیں اربہت سائقد و جنس بطور نذرانہ کے پیش کیا تو رنج خالصہ حملہ دل

حسن خان گورو وارجن دیو جی لاہور ڈبی بازو میں باولی بنانی شروع کی، تو اُس وقت

گورو وارجن دیو جی حاکم حسن خاں نے بہت مدد دی تھی۔

مسلمان علماء و فقراء گورو وارجن دیو جی کو اپنے

اور گورو ہر گوبند صاحب جنتی بھائی پر بھی چند سو ڈھائی اور تھیں بھائی

دیوان کی مخالفتوں اور دیوان چند ولال کی سازشوں کے مختلف قسم کی تکلیف

اور آزمائشوں کی زندگی سے گزرنا پڑا۔ یہ امتحان بڑا سخت تھا یہاں تک کہ ان کو اپنی جان مبارک بھی اس

امتحان میں دینی پڑی۔ ان کے بعد گورو ہر گوبند سنگھ صاحب گدی نشین ہوئے۔ ان ایام میں فریق مائیتہ

اپنی کمینہ مخالفتوں اور سازشوں سے باز نہیں آیا ایک دفعہ چند ولال نے بادشاہ سے شکایت کی۔ کہ

گورو وارجن دیو جی پر ایک دفعہ دو لاکھ روپیہ جرمانہ ہوا تھا اور وہ ابھی تک شاہی خزانہ میں داخل نہیں ہوا۔ اب

اسکے جانشین گورو ہر گوبند صاحب سے روپیہ باضابطہ وصول کرنا چاہیے۔ چنانچہ گورو صاحب سے

روپیہ باضابطہ طلب کیا گیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم فقراؤں کے پاس اس قدر روپیہ کہاں؟ اس عدم ادائیگی

کی ناراضگی میں بادشاہ نے ان کو قلعہ گوارلیا میں نظر بند کر کے بھیج دیا۔ اور جب وہ ایک عرصہ تک نظر بندی

میں رہے۔ تو ایک دفعہ جہانگیر نے خواب میں شہر کی شکل دیکھ کر اسکی تعبیر پوچھی۔ تو حضرت جلال الدین صاحب

سجادہ نشین حضرت نظام الدین اولیا اور اپنے وقت کے صاحب کمال فقیر حضرت مہاراج صاحب نے

گورو ہر گوبند صاحب کی یاد دلائی کہ تم نے خواہ مخواہ ایک شہر خدا کو پھرے میں ڈال رکھا ہے اور جو یہیت

نامک خواب آیا ہے۔ صرف اسکی بدولت ہے۔ بادشاہ نے پوچھا۔ کہ کاملہ فقر و کی شہر تاخت کیا ہے؟

انھوں نے فرمایا۔ عمل مقدم ہیں۔۔۔۔۔ خدا کے گھر میں اعمال کا وزن ہے

انھوں نے موقع مناسب جانکر ان کے خاندان۔ انکی برہمگی کی بہت تعریف کی اور بادشاہ کی خدمت میں نہایت

زبردست الفاظ میں سفارش کی کہ آپ انکو فوراً آزاد کر دیں چنانچہ ان کی سفارش سے بادشاہ نے نہایت عزت کے

ساتھ رہا کر دیا۔ بلکہ اس قدر ان پر مہربان ہوا کہ کچھ عرصہ کے بعد دیوان چند ولال کی زیادتی اور گورو وارجن دیو کی دُرناک

موت اور مصیبتوں کا حال سن کر چند ولال کی تمام جائداد ضبط کر لی۔ اور پھر چند ولال کو قطعی طور پر ان کے

حوالے کر دیا جس طرح آپ چاہیں اپنے باپ کا انتقام اُس سے لیں (گورو ہر گوبند صاحب چند ولال کے

ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈالوا کر بھنگیوں سے اُسے جکڑ لکھواتے ہوئے ڈیرے پر لائے۔ دوسرے دن پہلی سے

لاہور کی طرف کوچ کیا۔ راستہ میں ہر فرد بشر جو انکی سیوا میں شلوں کو آتا۔ چند ولال کے سر پر پانچ جوتے

لگا جاتا۔ کتوں کے ہمراہ اسکو کھانا ملتا جب لاہور پہنچا تو

اسکو اسی حالت میں لگی اور کوچہ کوچہ بھرا گیا۔ راستہ میں جو شخص ملتا۔ ہاتھ دس پانچ جوتے اُس کے سر پر چٹا جاتا۔ جب وہ گورتا پھر بھوننے کی دکان سے گذر آتا کہ جس کی بہار کا جلتا جلتا رنگ اُس نے گورو وارجن دیو جی کے جسم پر ڈلوایا تھا۔ تو اُس نے انتقام لینے کی غرض سے فوراً اُس کے سر پر گرم گرم ریت ڈال کر وہی آہنی کرچھا اس کی گھر میں اُس زور سے رسید کیا کہ وہ نیچاں ہو کر اسی صدمہ سے ماہیت سمٹ گیا ۱۶۷۵ء بمطابق ۱۰۸۵ھ میں مر گیا۔ اور تادم زیست بادشاہ کوئی عذر و تعظیم کرتا رہا۔ مزار بارہویہ کا نقد و جلس دربار امرتسر کی قید کیا جب بادشاہ کشمیر کی سرکوں گیا تو آپ کو بھی ساتھ لے گیا۔ راستہ کے تمام کومہنائی راجاؤں سے انکو نذرانے اور مختلف قسم کے تحفے تحائف دلوائے گئے۔

وزیر خاں وزیر خاں جس کی مسجد واقع لاہور دہلی دروازہ میں مشہور ہے۔ وہ ہمیشہ اور

گورو ہر گوبند صاحب ہر وقت گورو گوبند صاحب کا مداح اور معاون رہا۔ اور بڑے بڑے خطرات

کی وقت درپردہ دیتا رہا۔ اور حتی الامکان اس نے کوئی موقع امداد کا نہ جانے دیا۔ گورو ہر گوبند صاحب کے

چھاراد بھائی مہربان نے گدی کا دعویٰ کیا۔ اس موقع پر چند ولال کے لڑکے نے اس سے ہم صلار ہو کر اپنے

باپ کے خون کا دعویٰ دائر کیا۔ تو یہ دونوں دعوے کے شاہجہان (جہانگیر بادشاہ فوت ہو چکا تھا اور اس کے

بعد شاہجہان تخت نشین تخت نشین ہوا تھا) کی عدالت سے صرف وزیر خاں کی معاونت اور درپردہ خیر خواہی

کیوجہ سے خارج ہوئے تھے۔ پھر ایک دفعہ جب ان کے چھاراد بھائی مہربان اور

قاضی رستم خاں وغیرہ کی سر توڑ مخالفتوں اور کوششوں سے نو عمر شاہجہان اور گورو ہر گوبند صاحب میں رنجش

پیدا ہو گئی تو اُس وقت گورو ہر گوبند صاحب کی فوج میں اُس کے نامور فوجی امیر جمال خاں رستم خاں۔ عالم خاں

میر مومن خاں۔ محمد خاں۔ بدینی چند۔ مومین لال۔ گوبال داس۔ پرہرام۔ ہمال چند وغیرہ وغیرہ ہندو

مسلمان دونوں قسم کے لوگ تھے جنھوں نے وقتاً فوقتاً شاہی فوج کے حملوں کو روکا اور مقابلہ کی وقت

بڑی بہادریاں دکھائیں۔ یہاں تک کہ شاہی فوج کے سرگروہ مستمیاں بہرام خاں۔ بلوڈ خاں۔ علی بخش

کریم بخش۔ ناظم جالندھر۔ اور اسکے بہادر سردار حمید الدین وغیرہ نیز اس کے لڑکے کریم بخش و بی بخش

وغیرہ سب مارے گئے۔ بادشاہ نے دوبارہ فوج کشی

کا حکم دیا تو اسوقت وزیر خاں کے صاحبزادے جو گورکھ پور
صاحب کا دلی خیر خواہ تھا۔ بادشاہ کو اس طرح سمجھا کر
رکھ جو شکایت آپ کے پاس گذری ہے وہ عداوت اور دشمنی
پر مبنی ہے گورکھ پور کو بند ایک فقیر آدمی ہے۔ آپ کے والد
نے انکو کچھ زمین عطا فرمائی تھی۔ جہاں انھوں نے گاؤں
آباد کیا ہے۔ اس پر سب تنازعہ مچا ہوا۔ آپ کا ان تکالیفوں
کی وجہ سے فقیروں سے اپنا مصلحت نہیں دیکھ رہے۔
معاملہ کو رفع دفع کر دیا۔

عام مسلمان
اور
گورکھ پور تیج بہادر جی

جب گورکھ تیج بہادر جی کی طلبی کا
فرمان اورنگ زیب کے دربار
سے نافذ ہوا تو انھوں نے
جواب دیا کہ برسات کے بعد
آئیں گے۔ بادشاہ جواب بڑھاکر گورکھ جی کے آنیکا
منتظر رہا۔ اور گورکھ جی کو مختصر آدمیوں کے سوار ہو کر
مالوہ کو جہاں اب شہر شہید آباد ہے آئے۔ اور حقیقتاً
افغان کے ہاں چھ ماہ تک مقیم رہے۔ پھر نصیبہ سامانہ
میں جا کر منڈل قوم مسلمانوں کے یہاں مسلمان ہوئے
اور ارادہ یہ تھا کہ مالوہ کی سیر کرتے ہوئے دہلی میں داخل
ہوں گے۔ چونکہ سعادت ختم ہو چکی تھی۔ بادشاہ نے
گورکھ جی کی تلاش کے اشتہار جاری کر دیے۔ اور جاسوس
جا بجا بھیجے گئے۔ ایک جاسوس سامانہ کی طرف بھی
آیا۔ اور اگر ایک مکان سے مزاحم ہوا۔ مگر اس نے
ایک سید کی رفاقت کے ساتھ جاسوس کو دفع کر دیا
پھر جب گورکھ جی حیدرآباد میں آ گئے۔ تو ایک شخص
مسلمان سید حسن عبداللہ نامی نے جو کہ ضلع انبالہ
کا رہنے والا تھا اور داروغہ حراست تھا گورکھ صاحب
ہر بار عرض کی کہ آپ یہاں سے تشریف لے چلیں
اور میں آپ کا خادم بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں مگر انھوں
نے خود ہی قبول نہ فرمایا اور انہی جان ... کو قربان
کر دیا (دیکھیے مسلمانوں کے دلوں میں گورکھ صاحب
کی کس قدر عزت تھی۔ اسی لیے تسلیم نہ کیا جاتا تھا
کہ حقیقت مسلمان گورکھ صاحب کے ہر طرح محمد
اور خیر خواہ تھے۔

بدھوشگاہ

جب بہاری راہاؤں سے ۱۷
بیساکھ ستمبر ۱۷۱۷ء کو موضع
کھنگالی (جہنا اور گری ٹڈی کے درمیان) گورکھ پور
سنگھ جی کی لڑائی ہوئی۔ تو پانچ سو آدمی سادھو
دم دیا کر رات کو بھاگ گئے۔ جو ہر روز گورکھ صاحب
کا چلو مانڈا اڑانے والے تھے۔ اور سید بدھوشا
جو خیر مذہب کا آدمی تھا۔ وہ فوراً دہزار سوار پیادہ کی

اجاوت لیکر نکلی اور کیلے آیا۔ ان کے علاوہ گورکھ صاحب کے پاس
جو لڑنے والے تھے۔ وہ یہ شخص تھے۔ مندلاں۔
لال چند۔ کرپال داس۔ صاحب چند۔ کرپال چند۔ دیوان
نند چند۔ چیت رام۔ گلاب رائے۔ گنگا رام۔ ستوری چند
دیوارام۔ اور جیون وغیرہ۔ یہ لوگ خوب سی جہنم ٹوڑ ٹوڑ
کر پڑے۔ اور باوجود اس کے کہ گورکھ پور کو بند سنگھ کے
پاس یہ سب لوگ لالاکرتین نزار کے قریب تھے
دشمن کی دس ہزار فوج پر غالب آئے۔ ان کے بہت
سے سرداروں کو قتل کر دیا۔ اور انکی فوج متاثر کی
تا ب نہ لاکر بھاگ نکلی۔ گورکھ صاحب نے کئی کوس تک
ان کا تعاقب کیا ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا
اس لڑائی میں بدھوشا کا بیٹا بھی شہید ہوا۔ اور
کچھ عرصہ کے بعد بدھوشا خود بھی گورکھ پور کو بند سنگھ
جی کی دوستی کے الزام میں قتل کیا گیا۔ گویا گورکھ صاحب
کی خیر خواہی اور امداد میں بدھوشا اور اسکا بیٹا دونوں
قربان ہو گئے۔

صید بیگ
اور
لاموں خاں

دونوں (فوجی انسر) گورکھ پور
سنگھ کے ملازم تھے، اور بھاگن
سید ۱۷۵۹ء کبریٰ کو اورنگ
زیب کی فوج اور بعض راہگان
کو ہی نے لکھنؤ پور کا محاصرہ کیا اور پانچ روز تک نہایت
خوشخوار جنگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد چھ دن جنگ
گورکھ پور کو بند سنگھ صاحب نے قلعہ سے باہر نکلا شہر
فوج پر حملہ کیا اسوقت صید بیگ اور لاموں خاں
وغیرہ تلواریں کھینچ کر شہر کی فوج میں گھس پڑے
ڑپے بڑے نامور تلواروں کا سرتن سے جدا کر دیا
آخر صید بیگ گھر گیا۔ اور بادشاہی فوج کے ایک انسر
دینا بیگ نامی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مگر یہ دیکھ کر مومن
خاں نے دنیا بیگ کو لٹکار کر کہا۔ کہ۔ آ۔ اب کہاں
جاتا ہے تو نے میرے دوست کو مارا ہے۔ میں تجھے
کب خالی جانے دوں گا۔ چنانچہ یہ کہتے ہی ایک کر ایک
ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا سر خر بوزہ کی طرح ٹن جدا کر دیا
اور تجھے جو اسکی حمایت کے لیے آیا۔ اس کو بھی تلوار
کے گھات پارتا مارا۔ اور اس قدر دشمن کی فوج میں
تباہی برپا کر دی۔ کہ اسکو دیکھ کر گورکھ پور کو بند سنگھ کے لشکر
کے تمام آدمی تلواریں کھینچ کر ایچھا رنگی بادشاہی فوج پر
چار پڑے۔ اس پر جوش حملہ کے وقت بادشاہی سپاہ
بڑے نقصان کے ساتھ بھاگ اٹھی۔ گورکھ پور کو بند
سنگھ نے رو پڑ تاکہ ان کا تعاقب کیا اور ان کا بہت
سامان و سامان گورکھ صاحب کے ہاتھ آیا۔

شری گورکھ پور کو بند سنگھ جی اورنگ زیب کی فوج
اور
گورکھ پور کو بند سنگھ جی
دینے بیگن کی آزمائش کا وقت
کے مقابلہ میں من بارشتوا
حملہ آور ہوئی۔

تو اس نے کل حاکمان پنجاب کے نام ایک سخت اور
تاکیدی حکم جاری کیا کہ جس طرح ہوئے گورکھ پور کو بند
مقابلہ کیا جائے۔

اسکی تعمیل میں تمام مالک پنجاب کی بادشاہی فوجیں جمع
ہو گئیں اور انھوں نے قلعہ اند پور کا آکر چاروں طرف
سے محاصرہ کر لیا۔ یہ لڑائی چیت ستمبر ۱۷۱۷ء کو جی میں
شروع ہوئی۔ سنگھوں نے محاصرہ کو ٹوڑی سرگرمی کو
روکا۔ اور ایک عرصہ تک لڑتے رہے۔ لیکن آخر
کار جب باہر کی طرف سے قلعہ کے اندر رسد وغیرہ کا
آنا بند ہوا۔ اور اہل قلعہ کو مستحکم سنبھلی جنوں پر گزارہ کر
نے کی نوبت پہنچی۔ تو سب کے حوصلہ ٹوٹ گئے۔ گورکھ
پور کو بند صاحب سب کو حوصلہ دیتے اور فرماتے تھے کہ
تم گھبراؤ مت۔ اگر ایک ہفتہ اور گزارو کرو تو واپس روٹی
کریا سے تمھاری فتح ہوگی۔ مگر سکھوں نے ٹھہرنا
دشوار سمجھا۔ اور کہا کہ اب ہم قلعہ میں نہیں ٹھہر سکتے
اسوقت گورکھ صاحب نے فرمایا اگر نہیں ٹھہر سکتے
تو لکھنؤ کو کہ تم گورکھ صاحب کے سکھوں میں جسی پر جانیں
سکھوں نے لکھنؤ کو کہ ہم آج سے گورکھ صاحب کے ساتھ
نہیں اور قلعہ کے باہر ہو گئے۔ اور کہ پنجاب معنفہ
راستے ہمارے کنٹھاؤں میں لکھا ہے کہ ہزار ہا سکھوں
نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ نہیں۔ اب لکھو یہاں رہنا گوارا
گوارا نہیں ہے اور کھل کر ہٹ گئے۔ اور جو باقی رہ گئے
وہ صرف چالیس سکھ تھے جو آخر وقت تک گورکھ پور کو بند
سنگھ کے ساتھ رہے۔ لیکن عام طور پر مشہور ہے کہ
صرف چالیس سکھ تھے جو قلعہ سے بے کچھ ہو کر باہر
نکلے تھے) مگر باقیوں کے حوصلہ بھی بہت ہونے دیکھ کر
گورکھ صاحب نے مجبوراً یہ فیصلہ دیا کہ بال اسباب
ضروری باندھنا شروع کرو اور پر سوار ایک قلعہ خالی
کر کے دشمن کے حوالے کر دیں گے۔ اس دورے کے عرصہ
میں وہ بھی کوشش کرتے رہے کہ سکھوں کو قلعہ خالی
کرنے کی غلطی سے باز رکھا جائے مگر جب دورے کے
بعد بھی گورکھ صاحب نے دیکھا کہ ہمارے ہمراہی قلعہ
میں ٹھہر نہیں سکتے تو معہ کل سامان اور تباہی کے
قلعہ سے باہر ہو گئے۔ اور کیرت پور کو روانہ ہوئے
وہاں سے آگے دیر سے سرسہ کے قریب پہنچے۔ تو دشمن
جو تعاقب میں چلا آ رہا تھا حملہ آور ہوا (باقی پھر شمار)

باوانانک رحمت اللہ کا مذہب

یہ بالکل نئی قطعی نادر اور ایڈیٹر نور کی تازہ ترین تصنیف ہے۔ یہ کتاب کیا ہے سمجھو کہ دیکھو کہ وہ میں بند کر گیا ہے۔ اس کے قبل مسکند مذہب کے متعلق کوئی ایسی نادر اور جامع کتاب شائع نہیں ہوئی یہ قابل قدر تصنیف صدیوں کے گھڑے ہوئے ناپائیدار نظریات اور مسکند دوستوں کے تمام غلط دور گوئی کے گئے مانیوالی ہے۔ یہ کتاب بیسی لٹریچر میں ایک نادر اور مفید ترین اضافہ ہے۔ مجھے اس کتاب کے تیار کرنے میں اتنی ہی خوشی ہوئی ہے جتنی کہ ایک بیمار کو تندرست ہونے کے۔ اور ایک غریب کو دولت بخشنے کی۔ اور ایک کسان کو دولت پر بارش ہونے کے اور ایک جبریل کو فتح پانے کے بعد جس قدر خوشی حاصل ہوئی ہے۔ اس کتاب کے تیار کرنے کے لیے بلا مبالغہ مجھے پانچزار سے بھی زیادہ اوراق پر دیدہ ریزی کرنی پڑی اس کتاب کے دو سے صفحہ فہرست مضامین پر نظر ڈالنے سے ہی آپ پکار اٹھیں گے کہ بلاشبہ اس کی طیار ہی کے لیے کمال محنت اور دیدہ ریزی سے کام لینا پڑا ہے لکھائی و چھپائی کا غلط نہایت اعلیٰ۔ قیمت صرف جلد پیر بلا جلد پیر

سوانح عمری باوانانک

شروع سے آخر تک باوانانک کی زندگی کے حالات اس کتاب میں نہایت ہی احاطہ سے اور حقائق سے اس امر کو ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت باوانانک کراخ الاستقامت و سہادان اور ولی اللہ تھے۔ مسکند مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اور مسکند صاحبان میں تبلیغ کے واسطے بہت ہی مفید کتاب ہے قیمت جلد ۱۲ ارغیر جلد ۱۲ ر + فتح مسکند ایڈیٹر نور کا ایک مشہور آریہ نیت سے زبردست مباحثہ جس میں آریہ نیت کو اپنے سوئے سے انہی شکست فاش کا اعتراف کرنا پڑا اور مسکند صاحبان نے بھی ہمارے حق میں گواہی دی۔ آریہ مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے نہایت ہی مفید کتاب ہے قیمت صرف ۴ ر گورو کی بانی ایک ایم۔ اے پر و فیسر کے جواب میں کہ باوا صاحب مہند و مذہب دور اور اسلامی نور سے بھر پور ہیں۔ اس کی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ مہندستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے خاکسار ایڈیٹر نور کے حق میں گواہی دی قیمت صرف ۴ ر + نیر اسلام ایک نو مسلم عیسائی کی تصنیف ہے جس میں اس نے اپنے قبول اسلام کے وجوہات اور مسیحی مذہب پر اسلام کی فضیلت اور برتری دکھلائی ہے قیمت ۵ ر بھارت برکش ادھر میال کے محل اسلام کا جواب

آریہ مذہب کے متعلق نہایت ہی مفید کتاب ہے۔

یہ کہ مصنف نے دیکھو کہ وہ میں بند کر دیا ہے قیمت ۸ ر فتح مسکند ایک دہریہ کے جواب میں نہایت ہی مفید اور سرگرم کتاب ہے دیکھ پ کتابت سے لبریز ہے۔ قیمت ۸ ر + تدبیر اس نادر مسئلہ پر اس قدر عمدہ انداز و مکالمہ ہو گیا کہ بے اختیار وہ دماغ کا لفظ موندھ سے نکل جاتا ہے قیمت ۱۲ ر دھرم کی کسوٹی مشہور و معروف آریہ سوامی رشناند کے اسلام پر چودہ سوالوں کے مکمل تاو مفصل جوابات پڑھنے کے قابل۔ قیمت صرف ۱۲ ر حضرت مسیح کی آمد ثانی ایک عیسائی نو مسلم کی سچ قابل دید تصنیف ہے۔ قیمت صرف ۴ ر +

دخواسین بنام میجر نور قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

خضری عرق

KHILAFAT LIBRARY

میسر عرق واقعی خضری عرق اور اعجاز نادر و اعلیٰ ہے۔ دو انہیں ملکہ حکیم اور ڈاکٹر ہے دیکھنے میں یہ ایک چھوٹی سی شیشی ہے۔ لیکن فائدہ کے اعتبار سے گویا ایک عالیشان دوا خانہ ہے۔ اس شیشی کے پوتے دواؤں کے بھاری بھاری تجسس بیکار ہیں یہ ایسی کار آمد اور قیمتی دوا ہے کہ اس کی ایک ایک شیشی ہر ایک گھر میں اور ہر ایک مسافر کی جیب میں ہونی ضروری ہے۔ خضری عرق کی یہ چھوٹی سی شیشی سینکڑوں بیماریوں کو ناکارہ دور کر دیتی ہے ہر قسم کا اندرونی اور بیرونی درد۔ دانت۔ داڑھ کا درد۔ پیٹ کا درد۔ سر کا درد اور بد ہضمی کی یہ قیمتی دوا ہے۔ یہاں تک کہ یہ عرق جھٹ۔ طاعون۔ بلیک کی بھی تیر ہدف دوا ہے۔ غرض کوئی بیماری ہو اسے یونہی دید و اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھو۔ عرق خضری ناکارہ آفات۔ جل جانے چوت لگنے۔ کٹ جانے۔ سو ذی جانوروں (سانپ بھجھو) کے ڈس لینے کا بھی فوری علاج ہے خضری عرق واقعی ایک نہایت قابل قدر دوا ہے اگر گھر میں اس کی ایک شیشی ہو تو کسی نہ کسی وقت گھر کے کسی آدمی کے کام آسکتی ہے + خضری عرق اچانک پیدا ہو جانے والی بیماریوں کو اور امراض کے دورہ کو روک دیتا ہے پہلے یہ بات بطور اصول بیان کی جاتی تھی کہ ایک ہی دوا مختلف مرضوں کو دور نہیں کر سکتی۔ لیکن خضری عرق نے اس قاعدہ کو توڑ دیا۔ یہ عرق اندرونی اور بیرونی تمام بیماریوں کو دفع کر دیتا ہے پھر لطف یہ کہ کھایا بھی جاتا ہے اور لگایا بھی جاتا ہے۔ مائتہ۔ رتی دوا استعمال ہوتی ہے۔ اور اس دوا میں نقصان دینے والا۔ یا تشیلا کوئی جزو شامل نہیں۔ خضری عرق کو جس نے ایک مہینہ آزمایا۔ اس نے حلیہ کے لیے اسے اپنا رفیق بنایا۔ اور ہمیشہ کے لیے اس کا خطرہ یاد رکھا۔ العرض یہ دوا خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا ایک نمونہ ہے۔ زیادہ تعریف فضول ہے جب آپ اس کو استعمال کریں گے۔ اس کا فائدہ خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ قیمت فی شیشی پیر علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ لا ایم میجر نور الدین نور خان قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

(انعام شیخ محمد نصیب سیکرین پریس قادیان دارالامان میں شیخ محمد یوسف کے لیے چھپ کر شائع ہوا)